قرآن کے فضائل وفیوض

مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری

شغل بالحدیث شغل قرآن سے مانع نہ ہو

حضرت عمرؓ نے کوفہ جانے والے ایک وفد سے فرمایا کہ تم ایسے لوگوں کے پاس جارہے ہو جو قرآن کی تلاوت میں اس درجہ مشغول ہیں کہ ان کے پڑھنے [illegible] شہد کی مکھی [illegible] آواز آتی ہے تو اس قدر کثرت سے احادیث کی روایت ان سے نہ کرنا کہ شغل بالحدیث ان کو قرآن سے غافل کر دے الفاظ یہ ہیں فلا تصدوهم بالأحاديث فتشغلوهم عن القرآن (تذکرة الحفاظ للذہبی ج۱ ص۵)

یہی بات امام شعبہؒ نے فرمائی جو دوسری صدی ہجری کے اوائل میں گذرے ہیں فرماتے ہیں یا قوم كلما تقدمتم في الحديث تأخرتم في القرآن (تذکرہ ج۱ ص۱۹۴)

یعنی اے میری قوم اخذ حدیث میں تم جتنا شغف وانہماک کروگے اسی قدر تم قرآن میں پیچھے ہو جاؤ گے،

آج ہمارے زمانہ میں ہمارے مدارس اور دارالعلوم وجامعات میں یہ ستم ظریفی عیاں ہے کہ اخذ حدیث کے لئے تو تمام ذخائر سنن اربعہ صحاح ستہ، مؤطا امام مالکؒ وغیرہ سب پڑھے پڑھائے جاتے ہیں اور پڑھایا جانا ضروری بھی ہے لیکن قرآن کریم کے معاملہ میں جلالین کے چند پارے اور بیضاوی کے سورہ بقرہ کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھا۔ اما اگر ہم قرآن کریم کے ساتھ اسی طرح کا غیر محتاط تعلق رکھیں گے تو سعدی مرحوم کا فیصلہ یاد رکھئے وہ لکھتے ہیں ؎

گر تو قرآن بریں نمط خوانی
ببری رونق مسلمانی

علامہ اقبال مرحوم نے قرآن کریم کے ساتھ ہمہ وقتی تعلق اور عملی زندگی میں اسکے مطابق التزام واہتمام پر کیا خوب توجہ دلائی ہے وہ لکھتے ہیں ؎

گر تو می خواہی مسلماں زیستن ۔۔۔ نیست ممکن جز بقرآں زیستن

امام احمد بن حنبل کا شغل قرآن

امام صاحبؒ موصوف نے صرف ذخیرۂ احادیث ہی پر محنت نہیں فرمائی بلکہ ایک عظیم تفسیر القرآن بھی لکھی جو عام طور پر متداول ومعروف نہیں ہے، امام احمدؒ کے صاحبزادے محدث وقت شیخ عبداللہؒ نے فرمایا کہ میں نے اس تفسیر کو اپنے والد ماجد صاحب سے سماعًا اور کچھ وجادۃً حاصل کیا ہے نیز فرمایا کہ اس

تفسیر عظیم میں حل آیات قرآنی کے سلسلہ میں احادیث نبویہ اور آثار صحابہ و تشریحات تابعین ایک لاکھ بیس ہزار کی تعداد میں شامل ہیں۔

(مقدمہ مسند احمد بن حنبل مصری ص۶)

آج لوگ صرف احادیث پر زور دیتے ہیں اور سارا انہماک و اشتغال اسی سے رکھتے ہیں اور اگلے ائمہ کرام حفظ احادیث کے ساتھ قرآن کریم کے ساتھ بھی خاص مشغولیت و اہتمام رکھتے تھے چنانچہ امام احمدؒ نے احکام و مسائل کے سلسلہ میں ۳۵ ہزار احادیث کو کافی و افی سمجھا لیکن تفسیر قرآن کی تفسیر میں اسکی تشریح و توضیح میں دفتر کا دفتر لکھا چنانچہ ۳۵ ہزار احادیث مسند کے اندر ہیں تو ایک لاکھ بیس ہزار احادیث و آثار قرآنی آیات کی تفسیر و تشریح کیلئے جمع کی ہیں امام احمدؒ کا شغل بالحدیث شغل بالقرآن سے مانع نہیں تھا۔

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ پر آیات قرآنی کا انطباق

ایک بار آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے بدر کے قیدیوں کے متعلق مشورہ لیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مشورہ دیا جزیہ قبول کر کے ان کو رہا کر دیا جائے کہ ممکن ہے کہ اس نرم سلوک و احسان سے متاثر ہو کر وہ خود اور ان کی اولاد مسلمان ہو کر ہمارے دست و بازو بنیں۔ لیکن عمر فاروقؓ نے ان کو موت کے گھاٹ اتارنا ضروری سمجھا اور کہا کہ یہ قیدی کفر کے امام و مشرکین کے سردار ہیں، ان کے قتل کے بعد شر و کفر کا زور ٹوٹ جائے گا، اور تمام مشرکین پر ہیبت طاری ہو جائیگی اس پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبرؓ کی نرم خوئی و احسان پسندی پر اولوالعزم انبیاء کرام کی مثالوں کو سامنے رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا: (۱) فمثلك یا ابا بکر کمثل ابراھیم اذ قال فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم (سورۃ ابراھیم ۳۶)

او کمثل عیسیٰ اذ قال ان تعذبھم فانھم عبادك وان تغفر لھم فانك انت العزیز الحکیم

(سورۃ مائدہ ۱۱۸)

یعنی ابو بکر تیری مثال حضرت ابراہیم کی سی ہے جب انھوں نے اپنی امت کے لئے یہ دعا مانگی کہ الٰہ العالمین جو شخص میری اطاعت کرے تو وہ مجھ ہی سے ہے، اور جو کوئی تیری نافرمانی کرے تو تو غفور رحیم ہے یعنی تو اس کو بھی بخش سکتا ہے۔

تیری دوسری مثال حضرت عیسیٰ کی سی ہے جب انھوں نے یہ دعا مانگی کہ بار الٰہا اگر تو ان کے گناہوں پر مواخذہ کرے جب بھی تو مختار ہے اور اگر تو انھیں بخش دے تو میرے اللہ تو غالب و حکیم ہے۔

غرض آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کی فطری رحمدلی اور طبعی شفقت و مہربانی و صلہ رحمی کی تشبیہ ممتاز انبیاء کی صفت رحمت سے دی۔

۲: پھر اس کے بعد حضرت عمرؓ کے درشت مزاجی و سخت گیری کے پیش نظر دو جلیل القدر انبیاء کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت عمرؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) ومثلك یا عمر مثل نوح اذ قال رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا (۲۶-۲۹)

(۲) مثل موسیٰ اذ قال ربنا اطمس علی اموالھم واشدد علی قلوبھم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم۔ اور اے عمر تیری مثال حضرت نوح کی ہے جب انھوں نے اپنی قوم کے لئے یہ بددعا کی کہ اے بار الہا تو اپنی زمین کو کافروں کی گندگی سے پاک کر دے۔ اور کافروں کا ایک گھر بھی زمین پر باقی نہ رکھ، نیز اے عمر رضا تیری مثال حضرت موسیٰ کی ہے جب انھوں نے رب العالمین کو یوں پکارا کہ اے میرے رب ان ناہنجاروں کے اموال کو تباہ و تلف کر دے اور ان کے دلوں کو مسخ کر دے اور انھیں ایمان کی توفیق نہ دے یہانتک وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہو جائیں،

افادہ

شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ نبی کریم ؐ نے اپنے بعد حضرت علی رضؓ کو بمنزلہ ہارون من موسیٰ بتایا ہے کہ جس سے ولایت و خلافت حضرت علیؓ کی ثابت ہوسکتی ہے تو عرض یہ ہے کہ حضرت علیؓ کو جسطرح حضرت ہارون کا مرتبہ بخشا گیا ہے اسی طرح صدیق اکبر کو ابراہیم و عیسیٰ علی نبینا علیہما السلام کا اور فاروق اعظم کو حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰ علی نبینا علیہما السلام کا مرتبہ بخشا گیا ہے۔

پس اگر بمنزلہ ہارون کے لفظ سے جناب علیؓ کے لئے مرتبہ ولایت مستفاد ہو سکتا ہے تو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے لئے ان کے مماثل ہم رتبہ کے مطابق خلافت بدرجہ اولیٰ مستفاد ہوا اور منشاء خداوندی ملاحظہ ہو کر ہوا بھی یہی کہ سب سے پہلے خلافت حضرت ابوبکرؓ کو عطا ہوئی پھر حضرت عمرؓ کو ملی پھر حضرت عثمانؓ اور اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملی،

قرآن کی ایک آیت سے حضرت عمر کا اضطراب

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت من یعمل سوء یجز بہ (سورۂ نساء) نازل ہوئی تو ہم سب نے سوچا کہ ہم میں کون ایسا ہے جس سے کوئی نہ کوئی برائی سرزد نہ ہوئی ہو اور جب سرزد ہوئی ہے تو اس کی سزا بھی لامحالہ ملے گی تو یہ آیت کریمہ بڑے ہی سخت مضمون پر مشتمل ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: لبثنا حین نزلت ما ینفعنا طعام ولا شراب حتی انزل اللہ بعد ذلک ورخص وقال تعالیٰ من یعمل سوء او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما۔

یعنی اس آیت کریمہ کے بعد ہم لوگ اس حال میں تھے کہ ہم سب کیلئے کھانا پانی بے مزہ ہوگیا تھا، یہاں تک کہ پھر دوسری آیت اتری جس میں یہ ارشاد ہے کہ جو کوئی شخص برائی کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے اور اللہ سے مغفرت چاہے تو وہ اللہ کو غفور رحیم پائے گا۔ (منتخب کنز العمال جزا ص ۴۳۵)

اس آیت کریمہ میں یہ سہولت دی گئی ہے کہ بدی پر فوراً گرفت نہ ہوگی بلکہ توبہ و استغفار کے ذریعہ ان کی مغفرت ہو جائے گی حضرت عمرؓ ایسے بے چین و پریشان ہوئے اور ان کے فہم و تدبر پر پریشانی اور غمزدگی کے سبب خداوند کریم نے توجہ و مغفرت کے بعد بخشش کا دروازہ کھولدیا۔

حضرت ابوبکر رضؓ کا فہم قرآن و استحضار آیات

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام میں ایک سراسیگی پھیل گئی اور ان کا اضطراب

خطرناک حد تک پہونچ گیا، عمر فاروق رضؓ آپے سے باہر ہو گئے اور فرمانے لگے کہ حضورؐ پر غشی طاری ہے جو شخص کہے گا کہ آپؐ کا وصال ہو گیا ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اس وقت اس مضطرب و پریشان مجمع کے لئے جو چیز سرمایہ تسکین بنی وہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تفہیم قرآن تھی آپ نے نبی کریمؐ کے انتقال پرملال پر قرآن سے استدلال پیش کیا فرمایا من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات من کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت وقال اللہ تعالیٰ انک میت وانھم میتون وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین (آل عمران) یعنی جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پوجا کرتے ہیں ان کو باخبر ہو جانا چاہئے کہ محمدؐ وفات پا چکے ہیں لیکن جو لوگ پرستاران خدا ہیں ان کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ خدا زندہ ہے وہ مر نہیں سکتا کیوں کہ خدا اپنے پیغمبر سے خود کہتا ہے کہ تو مرے گا اور لوگ بھی مریں گے محمدؐ تو صرف ایک پیغمبر خدا تھے ان سے پہلے بھی اور پیغمبر گذر چکے ہیں۔ کیا اگر وہ مر گئے یا شہید ہو گئے تو تم لوگ رجعت قہقری کر جاؤ گے یقین کرلو کہ جو لوگ مرتد ہو جائیں گے وہ خدا کو کچھ نقصان نہ پہونچا پائیں گے اور خدا شکر کرنے والوں کو جزائے خیر دے گا،

اس آیت قرآنی کا یہ اثر ہوا لوگوں کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں اور منتخب کنز العمال کے الفاظ میں فما سمع بشر من الناس الا یتلوا یعنی جو لوگ کہ اس مجمع سے اٹھے ان کی زبان پر یہی آیت تھی وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ انھیں آیات نے مجھ کو حضورؐ کی موت کا یقین دلایا جس کے صدمہ سے میں زمین پر گر پڑا، مزید فرماتے ہیں حضرت ابوبکرؓ کے اس توجہ دلانے کے بعد میں نے خود ان عمومی آیات سے استدلال کیا جو یہ ہیں کل شئی ھالک الا وجھہ لہ الحکم والیہ ترجعون۔ وکل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام۔ وکل نفس ذائقۃ الموت انما توفون اجورکم یوم القیٰمۃ۔

الغرض حضرت ابوبکرؓ کے بروقت آیات قرآنی کی استحضار و استدلال سے یہ مضطرب و مغموم خوف زدہ مجمع مطمئن و پرسکون ہوا (منتخب کنز العمال ج ۳ ص ۳۰)

حضرت عمرؓ نے ایک آیت کریمہ سے ایک پیچیدہ مسئلہ حل کیا

فتح عراق کے وقت ہی حضرت عمر فاروقؓ کی رائے یہ تھی کہ زمین باشندوں کے قبضے میں رہنے دی جائے۔ اور تمام مفتوحہ علاقوں کو صلۂ فتح کے طور پر صرف فوج کی جاگیر نہ بنا دی جائے، اکابرین صحابہ میں سے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ وغیرہ اہل فوج کے ہمزبان تھے،

حضرت عمرؓ کہتے تھے کہ اگر ممالک مفتوحہ فوج کو تقسیم کر دیئے جائیں تو آئندہ کے لئے افواج کی تیاری بیرونی حملوں سے حفاظت اور ملک میں امن وامان قائم رکھنے کے لئے مصارف کہاں سے آئیں گے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کہتے تھے کہ جن کی تلواروں نے ملک کو فتح کیا ہے انھیں کو قبضہ کا حق بھی ہے آئندہ نسلیں

مفت کیوں کر پاسکتی ہیں، چونکہ حضرت عمرؓ کی حکومت کا طرز جمہوری تھا جو فیصلہ ہوتا تھا وہ کثرت رائے سے ہوتا تھا اس لئے ایک عام اجلاس ہوا جس میں تمام قدما مہاجرین، والنصار میں سے پانچ پانچ قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے سردار وکیل ونمائندہ کے طور پر شریک ہوئے۔ ... حضرت عثمانؓ حضرت طلحہؓ نے حضرت عمرؓ کی رائے سے اتفاق کیا تاہم لوگوں کے مابین کوئی فیصلہ نہ ہوسکا اور بحث جاری رہی کئی دنوں کے بعد حضرت عمرؓ کو قرآن مجید کی آیت کریمہ یاد آگئی جو اس بحث کے لئے نص قاطع تھی یعنی للفقراء الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم والذین جاءو من بعدھم سے حضرت عمرؓ نے استدلال کیا کہ فتوحات میں آئندہ نسلوں کا بھی حق ہے۔ لیکن اگر فاتحین کو تقسیم کر دیا جائے تو آنے والے نسلوں کے لئے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

حضرت عمرؓ نے کھڑے ہوکر نہایت پرزور تقریر کی اور اس آیت کو استدلال میں پیش کیا تو تمام لوگ بول اٹھے کہ بلاشبہ آپکی رائے صحیح ودرست ہے۔ (کتاب الخراج ص۱۴)

فہم قرآن نے ایک نہایت پیچیدہ ومغلق مسئلہ کو نہایت آسانی سے حل کر دیا آج بھی قرآن کا فہم وتدبر ہمارے سارے مسائل کا آخری حل ہے۔

قرآن کے مطابق عمل پر حضرت عمر فاروقؓ کی خوشی

حضرت عمرؓ کو ابو عبیدہؓ کے متعلق معلوم ہوا کہ معمولی گاڑھا کپڑا پہنتے ہیں اور موٹا جھوٹا کھاتے ہیں۔ تو حضرت عمرؓ نے امداد کے طور پر ایک ہزار اشرفی ان کے پاس بھیج دیا اور چند یوم بعد ان کو معلوم ہوا کہ اب وہ نرم وملائم کپڑے پہنتے ہیں اور عمدہ واچھی غذا کھاتے ہیں اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس بندۂ خدا نے اس آیت کے تقاضے پر عمل کیا" لینفق ذو سعۃ من سعتہ ومن قدر علیہ رزقہ فلینفق مما آتاہ اللہ" یعنی ہر وسعت واستطاعت والا اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کرے اور جو تنگ روزی والا ہو وہ بقدر گذر بسر کرے (منتخب کنز العمال ج۲ ص۲۳)

حضرت عمر فاروقؓ نے قرآنی آیات کے مطابق دعا مانگی

ایک بار حضرت عمر فاروقؓ نے اس طرح دعا مانگی اللھم اغفر لی ظلمی وکفری صحابہ کہتے ہیں کہ ظلم تو ہم سمجھے کہ تھوڑی بہت غلطی سب سے ہوجاتی ہے یہ کفر آپ کی طرف کیسے منسوب ہوسکتا ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا پڑھو قرآن کی یہ آیت کریمہ ان الانسان لظلوم کفار کہ انسان بڑا ہی ظالم اور بڑا ہی ناشکرا ہے (منتخب کنز العمال ج۲ ص۱۱۵)

آیات قضا وخوف سے متعلق حضرت عمرؓ کا تاثر

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں مسئلہ قضا کے متعلق تین آیات ایسی سخت وارد ہیں کہ ان کے پیش نظر کوئی شخص حکم قضا یا دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کے لئے آسانی سے تیار نہ ہوگا۔

(۱) پہلی آیت ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون (سورۃ مائدہ)

(۲) دوسری آیت ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الفاسقون (مائدہ)

(۳) تیسری آیت ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الظالمون

(باقی صفحہ ۳۸ پر)